40210 ـ صرف تجارت كے ليے قيمتى پتھروں ميں زكاۃ ہو گى وگرنہ نہيں

سوال

قيمتى پتھروں مثلا الماس وغيرہ كى زكاۃ كى مقدار كيا ہے، حالانكہ يہ سونا نہيں ہيں ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

جمہور علماء كرام كے نزديك قميتى پتھروں ميں زكاۃ نہيں ہے، ليكن اگر يہ پتھر بطور تجارت ركھے جائيں تو ان ميں زكاۃ ہو گى، جمہور علماء كے ہاں سونے اور چاندى كے علاوہ زكاۃ نہيں.

امام مالك رحمہ اللہ تعالى كہتے ہيں:

جواہرات اور لؤلؤ اور عنبر ميں زكاۃ نہيں ہے. اھـ

ديكھيں: المدونۃ (1 / 34).

اور امام شافعى رحمہ اللہ تعالى كتاب الام ميں كہتے ہيں:

" عورتيں جو زيور استعمال كرتى ہيں، يا انہيں جمع كرتى ہيں، يا مرد جو لؤلؤ اور زبرجد اور مرجان اور سمندر كا زيور وغيرہ ركھتے ہيں ان ميں زكاۃ نہيں، اور صرف سونا اور چاندى ميں زكاۃ ہے. اھـ

سمندر كا زيور ہر وہ چيز ہے جو سمندر سے نكلے، اور ورق چاندى كو كہتے ہيں.

امام نووى رحمہ اللہ تعالى " المجموع " ميں كہتے ہيں:

" سونےاور چاندى كے جواہرات كے علاوہ كسى ميں زكاۃ نہيں، مثلا ياقوت، فيروزج، مرجان، زمرد، زبرجد، لوہا، تانبا، اور شيشہ، چاہے اسے بہت اچھے طريقہ سے بنايا جائے، اور اس كى قيمت كتنى بھى زيادہ ہو جائے، اور كستورى اور عنبر ميں بھى زكاۃ نہيں ہے.

ہمارے ہاں اس ميں كوئى بھى اختلاف نہيں ہے، اور سلف وغيرہ ميں سے جمہور علماء كرام كا بھى يہى كہنا ہے، اور

ابن منذر وغیرہ نے حسن بصری اور عمر بن عبد العزیز اور امام زهری اور ابو یوسف اور اسحاق بن راہویہ سے بیان کیا ہے کہ ان کا قول ہے:

" عنبر میں خمس واجب ہو گی.

زہری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں: اور اسی طرح لؤلؤ بھی، اور ہمارے اصحاب نے عبد اللہ بن حسن عنبری سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا:

مچھلی کے علاوہ سمندر سے نکلنے والی ہر چیز میں خمس واجب ہے، اور عنبری وغیرہ نے امام احمد سے دو روایتیں بیان کی ہیں:

پہلی روایت جمہور کے مذہب جیسی ہے.

اور دوسری روایت یہ ہے کہ: انہوں نے جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے جب وہ نصاب کی قیمت کو پہنچے تو اس میں زکاۃ واجب کی ہے، حتی کہ مچھلی میں بھی. ہماری دلیل یہ ہے:

1 ـ اصل میں زکاۃ نہیں ہے، لیکن اس میں زکاۃ ہو گی جس کے بارہ میں شریعت سے زکاۃ ثابت ہے.

2 ـ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

" عنبر میں زکاۃ نہیں، یہ تو ایسی چیز ہے جسے سمندر نے باہر پھینک دیا ہے"

یہ جو ہم نے ذکر کیا ہے وہ مسئلہ کی دلیل میں معتمد ہے، اور جو حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی جاتی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

" پتھر میں زکاۃ نہیں "

یہ بہت ہی زیادہ ضعیف ہے، اسے امام بیھقی نے روایت کیا ہے اور اس کے ضعف کو بھی بیان کیا ہے. اھـ

فضیلۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالی سے دریافت کیا گیا:

اس وقت بہت سے مجوہرات مارکیٹ میں تیار ہو رہے ہیں مثلا الماس اور پلاٹین وغیرہ جو بطور زیور استعمال ہوتے ہیں، تو کیا اس میں زکاۃ ہے؟

اور اگر یہ استعمال اور بطور زینت برتنوں کی شکل میں ہوں، ہمیں تفصیل مہیا کریں، اللہ تعالی آپ کو اجرعظیم عطا

فرمائے.

شیخ رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا:

اگر تو یہ سونے اور چاندی سے تیار کردہ ہیں تو ان میں نصاب مکمل ہونے اور سال پورا ہونے کے بعد زکاۃ واجب ہے، چاہے یہ پہننے کے لیے ہو یا عاریتا ہو، علماء کرام کا یہ صحیح قول یہی ہے، کیونکہ اس میں صحیح احادیث وارد ہیں.

لیکن اگر یہ سونے اور چاندی سے تیار کردہ نہیں بلکہ الماس اور عقیق وغیرہ سے تیار کردہ ہیں تو اس میں زکاۃ نہیں ہے، لیکن اگر یہ تجارت کے لیے ہوں تو پھر یہ تجارتی سامان میں شامل ہونگے اور دوسرے تجارتی سامان کی طرح اس میں بھی زکاۃ واجب ہو گی.

سونے اور چاندی کے برتن رکھنے جائز نہیں ہیں، چاہے وہ بطور زینت اور زیبائش ہی رکھے ہوں، کیونکہ انہیں رکھنا کھانے پینے میں استعمال کرنے کا وسیلہ ہے، اور صحیح حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" تم سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ پیئو، اور اس کی پلیٹوں میں نہ کھاؤ کیونکہ یہ دنیا میں ان (یعنی کفار) کے لیے ہیں، اور آخرت میں تمہارے لیے"

صحیح بخاری اور صحیح مسلم.

اور جو شخص بھی ایسے برتن رکھے اس پر توبہ کے ساتھ ساتھ ان برتنوں کی زکاۃ بھی ہے، اور اسے چاہیے کہ وہ انہیں دوسرے ایسے برتنوں سے تبدیل کر لے جو اس سے مشابہ نہ ہوں، مثلا زیورات وغیرہ بنا لے. اھـ

مجموع فتاوی ابن باز (14 / 121).

اور ایك دوسری جگہ پر کہتے ہیں:

سونے کے علاوہ دوسرے جواہرات مثلا الماس میں زکاۃ نہیں ہے، لیکن اگر وہ تجارتی بنیاد پر رکھے جائیں تو اس میں زکاۃ ہو گی. اھـ

دیکھیں: مجموع فتاوی ابن باز (14 / 124).

فضیلۃ الشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی سے دریافت کیا گیا:

الماس وغیرہ کے جواہرات رکھنے کا حکم کیا ہے ؟

اور كيا اس ميں زكاۃ واجب ہوتی ہے ؟

اور كيا الماس كو سونے اور چاندی كا حكم ديا جائے گا ؟

شيخ رحمہ اللہ تعالى كا جواب تھا:

استعمال كے ليے جواہرات ايك شرط كے ساتھ ركھنے جائز ہيں، كہ وہ اسراف اور فضول خرچی كی حد تك نہ پہنچيں، اور اگر وہ فضول خرچی اور اسراف كی حد تك پہنچ جائيں تو اسراف كی حرمت كے عمومی قاعدہ كے تحت ممنوع ہونگے، جو كہ حد سے تجاوز ہے، كيونكہ اللہ سبحانہ وتعالى كا فرمان ہے:

اور تم اسراف و فضول خرچی نہ كرو يقينا اللہ تعالى اسراف اور فضول خرچی پسند نہيں فرماتا **الانعام** (141).

اور جب يہ الماس وغيرہ كے جواہرات اسراف كی حد تك نہ جائيں تو يہ جائز ہيں، اس كی دليل مندرجہ ذيل فرمان باری تعالى كا عموم ہے.

فرمان باری تعالى ہے:

وہی ہے جس نے زمين ميں جو كچھ ہے وہ تمہارے ليے پيدا فرمايا ہے **البقرۃ** (29).

اور اس ميں زكاۃ نہيں ليكن جب وہ تجارت كے ليے ہوں تو پھر اس ميں زكاۃ ہو گی، كيونكہ اس وقت يہ ساری تجارتی اموال كی طرح ہونگے. اھـ

ديكھيں: فتاوی الزكاۃ صفحہ نمبر (97).

واللہ اعلم .